PD - JUNE – 2026

سورہ الصف 10 تا 13

ترجمہ و تفسیر تفہیم القرآن

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ
طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ
قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾

[13]۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بتاؤں تم کو وہ تجارت [14]جو تمھیں عذاب الیم سے بچادے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول [15]پر، اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو[16]۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمھیں عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی [17]۔ اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو وہ بھی تمھیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح [18]۔ اے نبی، اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو۔

سُوْرَةُ الصَّف حاشیہ نمبر:13

13۔ "مشرکین" کو ناگوار ہو، یعنی ان لوگوں کو جو اللہ کی بندگی کے ساتھ دوسروں کی بندگیاں ملاتے ہیں، اور اللہ کے دین میں دوسرے دینوں کی آمیزش کرتے ہیں۔ جو اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ پورا کا پورا نظام زندگی صرف ایک خدا کی اطاعت اور ہدایت پر قائم ہو۔ جنہیں اس بات پر اصرار ہے کہ جس جس معبود کی چاہیں گے بندگی کریں گے، اور جن جن فلسفوں اور نظریات پر چاہیں گے اپنے عقائد و اخلاق اور تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھیں گے۔ ایسے سب لوگوں کے علی الرغم یہ فرمایا جارہا ہے کہ اللہ کا رسول ان کے ساتھ مصالحت کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ اس لیے بھیجا گیا ہے کہ جو ہدایت اور دین حق وہ اللہ کی طرف سے لایا ہے اسے پورے دین، یعنی نظام زندگی کے ہر شعبے پر غالب کر دے۔ یہ کام اسے بہر حال کر کے رہنا ہے۔ کافر اور مشرک مان لیں تو، اور نہ مانیں تو اور مزاحمت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں تو، رسول کا یہ مشن ہر حالت میں پورا ہو کر رہے گا۔ یہ اعلان اس سے پہلے قرآن میں دو جگہ ہو چکا ہے۔ ایک، سورہ توبہ آیت 33 میں۔ دوسرے، سورہ فتح آیت 28 میں۔ اب تیسری مرتبہ اسے یہاں دہرایا جارہا ہے۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد دوم، التوبہ، حاشیہ 32۔ جلد پنجم، الفتح، حاشیہ 51)۔

سُوْرَۃُ الصَّف حاشیہ نمبر:14

14۔ تجارت وہ چیز ہے جس میں آدمی اپنا مال، وقت، محنت اور ذہانت و قابلیت اس لیے کھپاتا ہے کہ اس سے نفع حاصل ہو۔ اسی رعایت سے یہاں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کو تجارت کہا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس راہ میں اپنا سب کچھ کھپاؤ گے تو وہ نفع تمہیں حاصل ہو گا جو آگے بیان کیا جارہا ہے۔ یہی مضمون سورہ توبہ آیت 111 میں ایک اور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو، تفہیم القرآن، جلد دوم، التوبہ، حاشیہ 106)۔

سُوْرَۃُ الصَّف حاشیہ نمبر:15

15۔ ایمان لانے والوں سے جب کہا جائے کہ ایمان لاؤ، تو اس سے خود بخود یہ معنی نکلتے ہیں کہ مخلص مسلمان بنو۔ ایمان کے محض زبانی دعوے پر اکتفانہ کرو بلکہ جس چیز پر ایمان لائے ہو اس کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

سُوْرَۃُ الصَّف حاشیہ نمبر:16

16۔ یعنی یہ تجارت تمہارے لیے دنیا کی تجارتوں سے زیادہ بہتر ہے۔

سُوْرَۃُ الصَّف حاشیہ نمبر:17

17۔ یہ اس تجارت کے اصل فوائد ہیں جو آخرت کی ابدی زندگی میں حاصل ہوں گے۔ ایک، خدا کے عذاب سے محفوظ رہنا۔ دوسرے، گناہوں کی معافی۔ تیسرے، خدا کی اس جنت میں داخل ہونا جس کی نعمتیں لازوال ہیں۔

سُوْرَۃُ الصَّف حاشیہ نمبر:18

18۔ دنیا میں فتح و کامرانی بھی اگرچہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے، لیکن مومن کے لیے اصلی اہمیت کی چیز یہ نہیں ہے بلکہ آخرت کی کامیابی ہے۔ اسی لیے جو نتیجہ دنیا کی اس زندگی میں حاصل ہونے والا ہے اس کا ذکر بعد میں کیا گیا، اور جو نتیجہ آخرت میں رونما ہونے والا ہے اس کے ذکر کو مقدم رکھا گیا۔

تفسیر فی ظلال القرآن

یایھا الذین۔۔ المومنین (۳۱) (۶۱ : ۱۰تا۳۱)

" اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچادے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر، اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔ اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو، وہ بھی تمہیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح۔ اے نبی اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو"۔

ذرا انداز تعبیر پر غور فرمائیں۔ بعض چیزوں کو باہم ملایا گیا، بعض کو اپنی جگہ سے دور رکھا گیا ہے۔ استفہام اور جواب استفہام کے درمیان ایک فاصلہ رکھا گیا ہے۔ بعض چیزوں کو مقدم کیا گیا ہے اور بعض کو موخر کردیا گیا ہے، ان سب امور کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ پکار اور یہ آواز اچھی طرح لوگوں کے دلوں کے اندر اتر جائے اور اسالیب تعبیر کے تمام ذرائع استعمال کرکے بات کو دلوں تک بلکہ دلوں کی تہوں تک اتارا جائے۔

دیکھئے پکار کا آغاز۔

یایھا الذین امنوا (۱۶ : ۰۱) سے ہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اور اس کے بعد اللہ ان سے پوچھتا ہے کہ بتاؤں تمہیں ایسی تجارت؟ اس سے سامعین کے دلوں میں بھرپور شوق پیدا کیا جاتا ہے۔

ھل ادلکم ۔۔ عذاب الیم (۱۶ : ۰۱) "میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچادے؟"

اب کون ہے جو اس قسم کی تجارت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بے تاب نہ ہوگا۔ لیکن یہاں آیت ختم ہو جاتی ہے اور درمیان میں فصل آجاتی ہے۔ استفہام اور جواب استفہام کے درمیان آیت ختم ہو کر وقف آجاتا ہے اور سامع کے دل میں اگلی آیت سننے کے لیے بے تابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد جواب آتا ہے جبکہ سامعین بے تاب تھے۔

تومنون ۔۔ ورسولہ (۱۶ : ۱۱) "ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر"۔ وہ تو اللہ اور رسول پر ایمان لا چکے تھے۔ اور وہ جب جواب سنتے ہیں تو ان کے دل روشن ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ جواب شرط تو پہلے سے ان کے اندر موجود ہے۔

وتجاھدون ۔۔ وانفسکم (۱۶ : ۱۱) "اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے"۔ اور یہی اس صورت کا مضمون اور محور ہے۔ اس انداز میں یہ آتا رہا ہے، بار بار تکرار کے ساتھ، اس طرح اسے مضمون کے اندر بار بار دہرایا جاتا ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ انسان کو تربیت دینے کے لیے بار بار کی یاددہانی کی ضرورت ہے۔ مختلف انواع و دلائل اور مختلف قسم کی تائید و تاکید کے ساتھ تاکہ اس قدر پر مشقت فرائض کی ادائیگی کے لیے نفس انسانی تیار ہو جائے۔ کیونکہ اس قسم کے پر مشقت فرائض کی ادائیگی کے بغیر نہ اسلامی منہاج یہاں زندہ رہ سکتا ہے اور نہ اس کو بچایا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد اس تجارت پر مزید تبصرہ کیا جاتا ہے اور اس تجارت کی تعریف و تحسین کی جاتی ہے۔

ذلکم ۔۔ تعلمون (۱۶ : ۱۱) "یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو"۔ اس لیے کہ انسان کسی بھلائی کی طرف تب ہی لپکتا ہے جب اسے علم ہو کہ بھلائی یہ ہے۔ اس کے بعد اگلی آیات میں اس بھلائی اور تجارت کی مزید تفصیلات دی جاتی ہیں۔ کیونکہ اجمال کے بعد تفصیلات کا اثر بہت ہوتا ہے۔ اس طرح بات احساس میں مستقلا بیٹھ جاتی ہے۔

یغفرلکم ذنوبکم (۱۶ : ۲۱) "اللہ تمہارے گناہ معاف کردے گا"۔ اس تجارت اور بھلائی کی یہ ایک بات ہی کافی ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی اور کیا چاہے گا کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں یا اپنے لیے اور کیا ذخیرہ کرے گا۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم کی حدود نہیں ہوتیں اس لئے۔

ویدخلکم فی جنت "اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا"۔ اس سے بڑی تجارت اور کیا ہے کہ ایک مجاہد اپنی اس مختصر زندگی میں جہاد کرے، وہ اپنی جان دے دے اور اس کے عوض اسے یہ باغات اور ابدی زندگی ملے اور بہترین مکانات اور نعیم مقیم میں رہے۔ اور یہ عظیم حقیقت ہے کہ یہی بڑی کامیابی ہے۔

ذلک الفوز العظیم (۱۶ : ۲۱) "یہ ہے عظیم کامرانی" یہاں آکر اس نہایت ہی نفع بخش تجارت کا سودا ختم ہو گیا۔ فی الواقعہ یہ تو بہت بڑا نفع ہے۔ کہ ایک مومن مختصر دنیا دے کر ابدی آخرت لے لے۔ اگر کوئی ایک روپے کی تجارت کر کے دس کمالے تو بازار میں اس کا چرچا ہو جاتا ہے، لیکن اس شخص کا حال کیا ہوگا کہ وہ اس دنیا کی محدود زندگی میں جہاد کرے اور دنیا کا محدود متاع دے دے اور آخرت کا لامحدود زمانہ مزے کرے اور آخرت کا متاع و عیش حاصل کرے، جو لامحدود اور لامقطوع ہے۔

یہ سودا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت عبداللہ ابن رواحہ (رض) کے درمیان ہوا تھا۔ یہ عقبہ کی رات کو ہوا تھا۔ انھوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے لیے جو چاہیں، شرائط رکھ لیں۔ تو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ رب کے لیے میں یہ شرائط عائد کرتا ہوں کہ تم اس کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور اپنے لیے میں یہ شرط عائد کرتا ہوں کہ تم میرا دفاع اس طرح کرو گے جس طرح تم اپنے مال اور جان کا دفاع کرتے ہو"۔ تو انھوں نے کہا کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمیں کیا ملے گا۔ تو آپ (صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: (الجنتہ) تو انھوں نے کہا اس سودے میں بہت بڑا فائدہ ہو گیا ہمیں، نہ ہم اس سودے کو منسوخ کرتے ہیں اور نہ فریق دوئم کی درخواست اس سلسلے میں مانتے ہیں۔

لیکن اللہ کا فضل تو بہت عظیم ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ انسانی نفوس اس جہاں میں بھی کچھ چاہتے ہیں۔ انسان کی محدود ساخت چاہتی ہے کہ اس جہاں میں بھی کچھ مزا ملے تو اللہ عتالیٰ ان کو خوشخبری دیتا ہے کہ اس جہاں میں بھی تمہیں فتح مبین اور غلبہ دین حاصل ہو گا۔ اور اسلامی نظام زندگی قائم ہو کر رہے گا۔ اور تمہاری نسل کے اندر ہو کر رہے گا۔

واخری۔۔ المومنین (۱۶ : ۳۱) "اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو، وہ بھی تمہیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح۔ اے نبی اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو"۔

یہ سواد یہاں شرح منافع کی انتہاؤں کو چھو لیتا ہے۔ اور یہ منافع اللہ ہی دے سکتا ہے۔ وہ اللہ جس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے، وہ اللہ جس کی رحمت کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ رحمتیں کیا ہیں، مغفرت گناہ، باغات، بہترین مکانات، جن کے اندر نہ ختم ہونے والی نعمتیں ہوں گی اور اس سودے کا منافع صرف آخرت ہی میں نہیں بلکہ ان کی ایک قسط یہاں دنیا میں بھی دے جائے گی۔ اللہ کی نصرت اور غلبہ دین اور فتح مبین۔ کون ہے جو ایسی تجارت نہ کرے گا یا اس میں تامل کرے گا۔ یا اس سے پہلو تہی کرے گا۔

اس ترغیب اور تلقین کے بعد نفس انسانی کے تصور کا منظر آتا ہے۔ یہ تصور انسان کے لیے بہت اہم ہے۔ جو شخص اس کائنات اور اس کے اندر اس زندگی کا ایمانی تصور رکھتا ہو، اور وہ اپنے دل میں یہ تصور رکھتے ہوئے زندگی بسر کر رہا وہ، اس تصور کے وسیع آفاق اور حدود بھی رکھتا ہو، اس کے بعد یہ شخص اگر ایسی زندگی کے بارے میں سوچے جو ایمان سے خالی ہے۔ جو نہایت ہی محدود تنگ اور چھوٹی زندگی ہے، جس کی سطح بہت گری ہوئی ہے۔ جس کی اہم ترین باتیں نہایت ہی حقیر ہیں۔ تو اس قسم کا دل جس نے ایمانی کی یہ وسعتیں دیکھی ہوئی ہیں وہ اس قدر محدود اور حقیر زندگی میں ایک منٹ کے لیے بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ ایک منٹ بھی اس جہاد اور جدوجہد میں شرکت سے تاخیر نہ کرے گا، جس کا مقصد اس طرح کی وسعت والی زندگی کو اس کرہ ارض پر قائم کرنا ہے، تاکہ اس میں وہ بھی زندہ رہے، اور لوگ بھی زندہ رہیں۔ اور پھر صورت یہ ہے کہ وہ اس جہاد اور جدوجہد پر کئی اجر بھی طلب نہ کرتا ہو۔ کیونکہ یہ زندگی اور یہ نظام بذات خود ہی ایک مقصد اور اجر ہے۔ یہ نظریہ جہاد جو دل کو خوشی اور فرحت سے بھر دیتا ہے، اسے کون ترک کر سکتا ہے اور اس کے سوا کون زندہ رہ سکتا ہے۔ ایسا شخص دوڑ کر اس جہاد میں کود پڑتا ہے۔ آتش نمرود ہو تو بھی کود پڑتا ہے، جو بھی نتیجہ ہو، کود پڑتا ہے۔

لیکن دیکھئے اللہ کو معلوم ہے کہ نفس انسانی بہت ضعیف ہے، کسی وقت بھی اس کے جوش و خروش میں کمی آسکتی ہے۔ اور یہ کہ جہاد میں تیزی کسی بھی وقت کند ہو سکتی ہے اور امن کوشی اور سلاست پسندی انسان کو کبھی گری ہوئی زندگی گزارنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔ اس لیے قرآن کریم ایک ہی اسلوب پر بات کر کے ختم نہیں کر دیتا۔ وہ نفس انسانی کو تیار کرنے کے لیے ہر پہلو سے سعی کرتا ہے۔ ہر قسم کے موثرات، دلائل، شواہد اور مثالیں دیتا ہے۔ بار بار پکارتا ہے اور انسان کو صرف ایمان اور افراد کے حوالے نہیں کر دیتا، نہ ہی صرف ایک بار حکم دے دیتا ہے جس طرح ایک سرکاری افسر سرکلر جاری کر دیتا ہے۔